

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب خلیفہ ثانی صاحب کا ایک بے حد طویل اور بے سرو پا خواب

جناب خلیفہ ثانی صاحب نے یہ خواب مورخہ ۷ اور ۸ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب دیکھا تھا۔ خواب کے ضمن میں وہ بیان کرتے ہیں۔

”میں نے دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ کڑھیاں ہیں یا ٹرنچز (Trenches) ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جنکے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں۔ یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں۔ برسر پیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اسکا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہر حال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے۔ اس وقت میں روایا میں صرف یہی نہیں۔ کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔ اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو روایا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کیساتھ دوڑ رہا ہوں۔ اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کیلئے دوڑتے آرہے ہیں مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے روایا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔ روایا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ **موجود** اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا۔ اور پھر فلاں جگہ جائیگا۔ چنانچہ روایا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کروں گا۔ اور اس رستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے۔ اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پک ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پک ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑنا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں۔ کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس رستہ پر جانا چاہیے۔ اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس رستہ سے جانا ہے۔ اور میرا کس رستہ سے جانا خدا کی پیشگوئی کے

مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں۔ جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت میں دیکھتا ہوں۔ کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور مجھے آواز دیکر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں۔ دوسری سڑک پر جائیں۔ اور میں اسکے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے۔ انتہائی دائیں طرف ہے۔ اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا۔ وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اسلئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔ اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پک ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں، اس طرف۔ مگر میں اپنے آپکو بالکل بے بس پاتا ہوں۔ اور درمیانی پک ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے۔ جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں۔ میں اسی راستہ پر آ گیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رویا میں میں اسکی کچھ توجیہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پک ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اسکا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بائیں راستہ جو رویا میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوگی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوگی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے اُمت محمدیہ کو امةً وسطاً قرار دیا ہے۔ اس وسطیٰ راستہ پر چلنے کے یہی معنی ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔ اور چھوٹی پک ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گودرست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔

غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا۔ اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اسکے آئینا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں۔ اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئیگا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے پیسے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے پیسے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔ اور انکے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو انکو چلا رہے ہیں۔

خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ یہ بت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں، انکے بت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کیلئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتر اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں۔ اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رویا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گوانکی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح انکے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کیے جائیں گے۔ اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کر رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نمابت والا جس پر میں سوار ہوں یا اسکے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے۔ اور موحد ہو گیا ہے۔ اسکے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لانا مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ تو میں انکو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔ پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسکے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے۔

مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اسلئے میں نے انکو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ میں انکو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تاکہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یک دم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں **جیسے خطبہ الہامیہ تھا۔** جو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔۔ غالباً کالفظ میں نے اسلئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا۔ بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں نے اس کا اسلامی نام

عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اسکو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ میں اب آگے جاؤں گا۔ اسلئے اے عبدالشکور تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آ کر تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کیلئے مقرر کیا ہے۔ ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اسکے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ اور اسکے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں۔ ”اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ ”اَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ“ اسکے بعد میں انکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے۔ ”وَأَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ مَثِيلُهُ وَخَلِيفَتُهُ“ اور میں بھی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔

تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اسکے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِيلُهُ فِي اس کا نظیر ہوں۔ وَ خَلِيفَتُهُ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے الہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اسکے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جسکے ظہور کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں ”میں وہ ہوں جس کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں“ تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں۔ جنکے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کیلئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اور کہتی ہیں ”ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں“ اسکے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُسکی دونوں چھاتیوں سے دودھ کیساتھ پلائے گئے تھے۔ رُویا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا۔ تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جسکو وہ تبلیغ کریگا اور وہ اسکی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیگی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا۔ اس قوم سے

مطالبہ کریگی کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دیگی اور کہے گی ہم لڑ کر مرجائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم انکو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اسکے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز انکو تمہارے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے تب میں کہتا ہوں۔ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اسکے بعد میں پھر انکو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور میں دیکھوں گا۔ کہ تیری قوم شرک کو چھوڑ چکی ہے۔ موحد ہو چکی ہے۔ اور اسلام کے تمام احکام پر کار بند ہو چکی ہے۔“ (۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء کی تقریر الموعود۔۔ بحوالہ۔۔ انوار العلوم جلد ۷ صفحات ۵۱۸ تا ۵۲۶)

فرمائی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان کے بعض اور افراد کے متعلق بھی پیشگوئی فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ وہ تمام افراد مل کر ثریا سے ایمان واپس لائیں گے۔ اب اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی ہے تین سو سال کے بعد پوری ہوگی اور دوسرا رَجُل آئندہ کسی اور زمانہ میں آئے گا تو اس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ مسیح موعود کے ذریعہ پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہونے کے بعد پھر ایمان دنیا سے اُٹھ جائے گا اور پھر بشر ثانی اُس کو آسمان سے واپس لائے گا حالانکہ خود مولوی محمد علی صاحب کا بھی یہ عقیدہ نہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ تین سو سال تک یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جائے گا درمیان میں کوئی گمراہی اور ضلالت کا دور نہیں آئے گا اور جبکہ یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جائے گا تو انتہائی ترقی کے دور میں مصلح موعود کا آنا بے معنی ہو جاتا ہے۔ مصلح موعود تین سو سال کے بعد اسی صورت میں آ سکتا ہے جب مسیح موعود کے ذریعہ پہلے ہدایت کا بیج بویا جائے، پھر گمراہی اور ضلالت کا دور آ جائے اور پھر ایک فارسی الاصل انسان ایمان کو ثریا سے واپس لائے۔ حالانکہ غیر مبائعین بھی یہ تسلیم نہیں کرتے کہ تین سو سال تک ایمان دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ بہر حال مصلح موعود کا زمانہ مسیح موعود میں ہی ظاہر ہونا ضروری تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور آپ کی تشریحات سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا۔

ایک عظیم الشان روایا اس پیشگوئی کو جماعت کے کئی افراد مجھ پر چسپاں کیا کرتے تھے مگر میں سنجیدگی سے کبھی اس مسئلہ پر غور نہیں کرتا تھا، کیونکہ جیسا کہ میں نے بارہا بتایا ہے میں سمجھتا تھا اگر اس پیشگوئی کے مصداق کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ الہام الہی سے دعویٰ کرے تو مجھے اپنی طرف سے اس دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ اگر خدا میری زبان سے اس کے متعلق کوئی اعلان کرانا چاہے گا تو وہ خود کرا لے گا اور اگر اس کے مصداق کے لئے کسی الہام کی ضرورت نہیں تو مجھے بھی کسی دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ بہر حال یہ ایک پیشگوئی ہے جس پر غور کر کے لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر اس کے لئے الہام کی ضرورت ہے تو میں بغیر الہام کے دعویٰ کر کے کیوں گنہگار بنوں۔ جسے الہام ہوگا وہ خود دعویٰ کر دے گا اور اگر

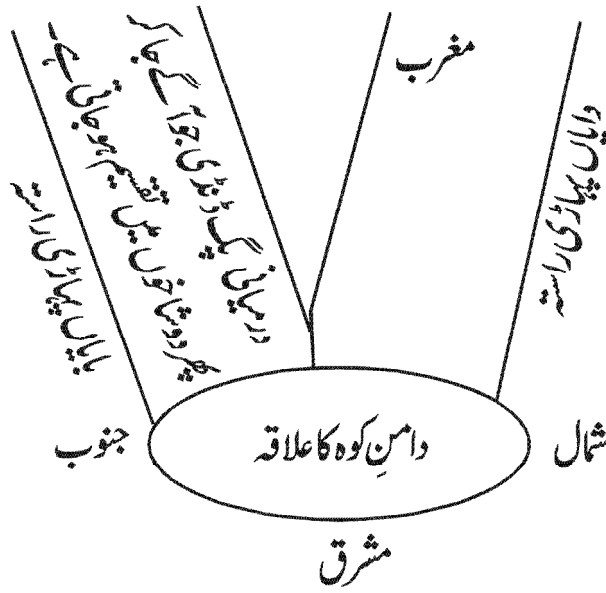
اس کیلئے الہام کی ضرورت نہیں تو پھر دعویٰ کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں تک کہ جنوری ۱۹۴۴ء کے دوسرے ہفتہ میں مجھے ایک رؤیا ہوا۔

پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ رؤیا ”غالباً پانچ اور چھ (جنوری) کی درمیانی شب بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات میں ظاہر کی گئی۔“ مگر اب تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ رؤیا جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو ہوا۔ کیونکہ یہ رؤیا میں نے اپنی بیوی مریم صدیقہ کے ہسپتال جانے کے بعد دیکھا تھا اور مریم صدیقہ کا آپریشن لاہور میں جمعہ ۷ جنوری کو ہوا تھا اور اُس دن وہ ہسپتال میں داخل ہو چکی تھیں۔ پس یہ رؤیا جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو ہوا۔ اُس رات وہ میرے کمرہ میں نہیں تھیں بلکہ آپریشن کے لئے ہسپتال میں داخل تھیں۔ یہ رؤیا میں نے دوسرے ہی دن چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو سنا دیا تھا اور اس کے ایک دن بعد اُن کے برادر نسبتی کا ولیمہ تھا جو معلوم ہوا ہے کہ اتوار کو تھا۔ بہر حال یہ رؤیا جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو میں نے دیکھا۔ یہ رؤیا میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں مگر اس موقع پر میں وہ رؤیا ایک بار پھر دوستوں کو سنا دیتا ہوں۔

میں نے دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کچھ عمارتیں ہیں نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز^{۲۸} (TRENCHES) ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے اُن سے تعلق ہے، میں اُن کے پاس ہوں اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اُس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں برسر پیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اُس نے اُس مقام پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اُس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی، اس کا مجھے اُس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہر حال وہاں جو فوج تھی اُس کو جرمنوں سے دبا پڑا اور اُس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اُس عمارت میں داخل ہو گئے جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے، یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہئے۔ اُس وقت

میں روایا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو روایا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑ رہا ہوں اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ اُس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دوڑتے آ رہے ہیں مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے روایا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹی چلی جا رہی ہے یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے، روایا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اُس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اُس مقام سے دوڑے گا تو اس طرح دوڑے گا اور پھر فلاں جگہ جائے گا۔ چنانچہ روایا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اُس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کروں گا اور اُس رستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اُس مقام پر مجھے کئی ایک پگ ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں اُن پگ ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس راستہ پر جانا چاہئے اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اُس وقت میں اُس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اُس وقت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اس سڑک

پر نہیں، دوسری سڑک پر جائیں اور میں اُس کے کہنے پر اُس سڑک کی طرف جو بہت دُور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی اس لئے میں لوٹ کر اُس سڑک کی طرف چلا مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پگ ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اُس طرف نہیں اس طرف، اُس طرف نہیں اس طرف۔ مگر میں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگ ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ (اس جگہ کی شکل روایا کے مطابق اس طرح بنتی ہے)



جب میں تھوڑی دُور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے اور میں کہتا ہوں میں اُسی راستہ پر آ گیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اُس وقت روایا میں میں اس کی کچھ توجیہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پگ ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو روایا میں دکھایا گیا ہے، اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دُنوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور

دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق، دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو! قرآن شریف نے اُمت محمدیہ کو اُمَّةً وَسَطًا^{۲۹} قرار دیا ہے۔ اس وسطیٰ راستے پر چلنے کے یہی معنی ہیں کہ یہ اُمت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی اور چھوٹی پگ ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گودرست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔

غرض میں اُس راستے پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دُور کہ نہ اُس کے قدموں کی آہٹ سُنائی دیتی ہے اور نہ اُس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ اُس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اُس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئے گا اور اُس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اُس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں مگر ساتھ ہی کہتا ہوں وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اُس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بیسے^{۳۰} وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدہا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بیسے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاک رنگ ملا ہوا ہو، وہ پانی پر تیر رہی ہیں اور اُن کے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو اُن کو چلا رہے ہیں۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں یہ بُت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں، اُن کے بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کے لئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی

اور ایک بُت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت اُن لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی بُرائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اُردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رویا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں، یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو ان کی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح اُن کے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے اُن کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بُت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نمائت والا جس پر میں سوار ہوں یا اُس کے ساتھ کے بُت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے اور موحد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا، مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو میں اُن کو حکم دیتا ہوں کہ ان بٹوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں، میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بٹوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر اُن کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگا گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی ابھی ایمان نہیں لائی تھی اس لئے میں نے اُن کو تبلیغ کرنی شروع کر دی، یہ تبلیغ میں اُن کو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں

انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تاکہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں جیسے خطبہ الہامیہ تھا، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اُس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا، غالباً کالفظ میں نے اس لئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے با اثر اور مفید وجود تھا۔ بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں نے اُس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اُس کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے، میں اب آگے جاؤں گا اس لئے اے عبدالشکور! تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے؟ میں واپس آ کر تجھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کیا ہے ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اُسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد اُس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اُسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں۔ ”اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپ

فرماتے ہیں۔ ”اَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ“

اس کے بعد میں ان کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اُس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ ہے۔

”وَ اَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ مَثِيْلُهُ وَ خَلِيْفَتُهُ“

اور میں بھی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اُس کا مثیل اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں؟ اُس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِيْلُهُ میں اس کا نظیر ہوں۔ وَ خَلِيْفَتُهُ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اُس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اُس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لے گا وہ ایک رنگ میں اُس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔

پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں۔ ”میں وہ ہوں جس کے لئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں“ تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا ۹ ہیں جن کے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السَّلَامُ عَلَيْكُم کہتی اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں ”ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں۔“ اس کے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علومِ اسلام اور علومِ عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔

رُویا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی، اُس میں یہ بھی خبر تھی کہ

جب وہ موعود بھاگے گا تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اُس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جس کو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اُس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائے گی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا، اُس قوم سے مطالبہ کرے گا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دے گی اور کہے گی ہم لڑ کر مرجائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم ان کو ہمارے حوالے کر دو۔ اُس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اس کے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا، بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب میں کہتا ہوں دیکھو! وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

اس کے بعد میں پھر ان کو ہدایتیں دے کر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دے کر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں چنانچہ اسی لئے میں اُس شخص سے جسے میں نے اُس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور! میں دیکھوں گا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے، موحد ہو چکی ہے اور اسلام کے تمام احکام پر کار بند ہو چکی ہے۔ اے

یہ روایات آٹھ جنوری ۱۹۴۲ء کی درمیانی شب خدا تعالیٰ نے مجھے دکھایا جس سے یہ بات آسمانی طور پر مجھ پر ظاہر ہوگئی کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک بیٹے کے متعلق فرمائی تھی اور جس کے متعلق یہ تعین فرمائی تھی کہ وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۹ سال کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہو جائے گا، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ اُسے آپ کا جانشین بنائے گا، اُس سے آپ کے کام کی تکمیل کروائے گا اور اُس کے وجود میں حضرت مسیح ناصر علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کو بھی پورا کرے گا، وہ میں ہی ہوں۔ چنانچہ ۲۸ جنوری کو قادیان کی مسجد اقصیٰ میں جمعہ کے دن میں نے اپنے خطبہ میں اس کا اعلان